سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: نوّیں

رسالہ نمبر 10

اِتْیَانُ الْاَرْوَاح لِدِیَارِھِمْ بَعْدَ الرَّوَاح ۱۳۲۱ھ

(روحوں کا بعد وفات اپنے گھر آنا)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
اِتْیَانُ الْاَرْوَاح لِدِیَارِھِمْ بَعْدَ الرَّوَاح ۱۳۲۱ھ
(روحوں کا بعد وفات اپنے گھر آنا)

بسم اللہ الرّحمن الرحیم

مسئلہ ۲۶۰: ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ جس وقت سے روح انسان کی جسم سے پرواز کرتی ہے بعد اس کے پھر بھی اپنے مکان پر آتی ہے یا نہیں؟ اور اس سے کچھ ثواب کی خواستگار خواہ قرآن مجید یا خیرات وغیرہ طعام ہو یا روپیہ پیسہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کون کون دن روح اپنے مکان پر آیا کرتی ہے؟ اور اگر آتی ہے تو منکر اس کا گنہگار ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس گناہ میں شامل ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

خاتمۃ المحدثین شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں:

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میّت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز تصدق از میّت نفع	میّت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ میّت کی طرف سے

می کند او را بے خلاف میان اہل علم وارد شدہ است در آں احادیث صحیحہ بہ میّت رامگر صدقہ ودعا، ودر بعض روایات آمدہ است کہ روح میّت می آید خانہ خود راشب جمعہ، پس نظر می کند کہ تصدق می کنند ازوے یانہ۔" [1] واللہ تعالٰی اعلم	صدقہ اس کے لیے نفع بخش ہوتا ہے۔اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں، خصوصا پانی صدقہ کرنے کے بارے میں__اور بعض علماء کا قول ہے کہ میّت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے__اور بعض روایات میں آیا ہے کہ رُوح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے او رانتظار کرتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں واللہ تعالٰی اعلم (ت)

شیخ الاسلام "کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاحیاء" فصل ہشتم میں فرماتے ہیں:

"در غرائب وخزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہ ہائے خود راہر شب جمعہ روز عید وروز عاشورہ وشب برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود وندامی کند ہریکے باآواز بلند اندوہ گین اے اہل واولاد من ونزدیکانِ من مہربانی کنید برما بصدقہ۔" [2]	غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشورہ، اور شب برات کو اپنے گھر آکر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو، اے میری اولاد، اے میرے قرابت دارو! صدقہ کرکے ہم پر مہربانی کرو۔ (ت)

اسی میں ہے:

"شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ در شرح الصدور احادیث شتے در اکثر ازیں اوقات آوردہ اگرچہ اکثرے خالی از ضعف نیست۔" [3]	شرح الصدور میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان میں سے اکثر اوقات کے بارے میں مختلف حدیثیں نقل کی ہیں اگرچہ ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ (ت)

اکثرے کا لفظ صریح دلالت کررہا ہے کہ بعض بالکل ضعف سے خالی ہیں۔تو صاحب مأۃ مسائل کا مطلقًا اس کی طرف نسبت کرنا کہ "این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند۔" [4] کذب وافترا ہے یا جہل واجترا۔

---

[1] اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱۶ و۷۱۷

[2] کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا وصدقہ ص ۶۶

[3] کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا وصدقہ ص ۶۶

[4] مأتہ مسائل

اور استناد کا صحیحہ مرفوعہ متصلۃ الاسناد میں حصر اور صحاح کا صرف کتب ستہ پر قصر، جیسا کہ صاحب مأۃ مسائل سے یہاں واقع ہوا۔ جہل شدید وسفہ بعید ہے، حدیث حسن بھی بالا جماع حجت ہے۔ غیر عقائد واحکام حلال وحرام میں حدیث ضعیف بھی بالا جماع حجت ہے، ہمارے ائمہ کرام حنفیہّ وجمہور ائمہ کے نزدیک حدیث مرسل غیر متصل الاسناد بھی حجت ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حدیث موقوف غیر مرفوع قول صحابی بھی حجت ہے کہ یہ سب مسائل ادنٰی طلبہ علم پر بھی روشن ہیں، اور حدیث صحیح کا ان چھ کتابوں میں محصور نہ ہونا بھی علم کے ابجد خوانوں پر بین ومبرہن (ظاہر ودلائل سے ثابت۔ ت) ہے۔ **ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون** (لیکن وہابیہ نادان ہیں۔ت)

طرفہ (تعجب۔ت) یہ کہ خود صاحبِ مأتہ مسائل نے اس کتاب اور اربعین میں اور بزرگانِ خاندان دہلی جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تصانیف کثیرہ میں وہ وہ روایات غیر صحاح وروایات طبقہ رابعہ اوران سے بھی نازل تر (کم مرتبہ۔ت) سے استناد کیا ہے جیسا کہ ان کتب کے ادنٰی مطالعہ سے واضح ومبین ہے **ولکن النجدیۃ یجحدون الحق وھم یعلمون** (لیکن نجدیہ جان بوجھ کر حق کا انکار کرتے ہیں۔ت)

امام اجل عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے موقوفاً اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی۔

وھذا لفظ ابن المبارک قال ان الدنیا جنۃ الکافر وسجن المؤمن، وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی السجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض یتفسح فیھا[5]۔	(اور یہ ابن مبارک کے الفاظ ہیں، ت) بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے، جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تواس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زندان میں تھا اب آزاد کردیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا۔

روایت یوں ہے:

فاذا مات المؤمنین یخلی بہ بسرح حیث شاء[6]۔	جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

[5] کتاب الزہد لابن المبارک باب فی طلب الحلال حدیث ۵۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۱

[6] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزہد حدیث ۱۶۵۷۱ ادارۃ القرآن کراچی ۳۵۵/۱۳

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہما باہم ملے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا:

نعم اما المومنون فان ارواحھم فی الجنۃ وھی تذھب حیث شاءت[7]۔	ہاں مسلمان کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

ابن المبارک کتاب الزہد وابو بکر ابن ابی الدنیا وابن مندہ سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین[8]۔	بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔

ابن ابی الدنیا مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت[9]۔	فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البران ارواح الشھداء فی الجنۃ وارواح غیرھم علی افنیۃ القبور فتسرح حیث شاءت[10]۔	امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا: راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر، جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں،

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ان الروح اذا انخلعت من ھذا الھیکل وانفکت من القیود بالموت تحول الی حیث شاءت[11]۔	بیشک جب روح اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولاں کرتی ہے۔

---

[7] شعب الایمان باب التوکل والتسلیم حدیث ۱۳۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۲۱

[8] کتاب الزہد لابن مبارک باب ماجاء فی التوکل حدیث ۴۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۴۴

[9] شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب مقر الارواح خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۸

[10] شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب مقر الارواح خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۱۰۵

[11] تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان روح المومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۱/ ۳۲۹

قاضی ثناء اللہ بھی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں (یعنی اولیائے کرام قدست اسرارہم) از زمین وآسمان وبہشت ہر جاکہ خواہند می روند[12]۔''	اولیائے کرام قدست اسرارہم کی روحیں زمین آسمان، بہشت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں (ت)

خزانۃ الروایات میں ہے:

عن بعض العلماء المحقیقین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ وتنتش فجاؤ الی مقابر ثم جاؤا فی بیوتھم[13]۔	بعض علماء محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتی اور پھیلتی جاتی ہیں، پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔

دستور القضاۃ مسند صاحبِ مائۃ مسائل میں فتاوٰی امام نسفی سے ہے:

ان ارواح المومنین یاتونی فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ و اذکرونا ولاتنسونا وارحمونا فی غربتنا[14] الخ۔	بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شب جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچّو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما اذا کان یوم عید اویوم جمعۃ اویوم عاشوراء ولیلۃ النصف من الشعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علٰی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احد یذکرنا ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یذکر غربتنا[15] الحدیث۔	ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں: ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

اسی طرح کنز العباد میں بھی کتاب الروضہ امام زندویسی سے منقول، یہ مسئلہ کہ نہ عقائد کا ہے نہ فقہ کے

---

[12] تذکرۃ الموتٰی والقبور اردو ترجمہ مصباح النور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں نوری کتب خانہ لاہور ص ۷۶ و ۷۵

[13] خزانۃ الروایات

[14] دستور القضاۃ

[15] خزانۃ الروایات

حلال وحرام کا، ایسی جگہ دو ایک سندیں بھی بس ہوتیں نہ کہ اس قدر کثیر ووافر۔

امام جلال الملۃ والدین سیوطی مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء زیر رثائے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لم اجدہ فی شیئ من کتاب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفٰی بذلک سندًا المثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام[16]۔	یعنی میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحبِ اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے مدخل میں اسے ایک حدیث طویل میں بے سند ذکر کیا۔ ایسی حدیث کو اتنی ہی سند کافی ہے کہ وہ کچھ احکام سے متعلق نہیں۔

باقی رہا ضلالِ حال کے شیخ الضّلال گنگوہی کا'' براہین قاطعہ'' میں زعم باطل کہ ارواح کا اپنے گھر آنا یہ مسئلہ عقائد کا ہے اس میں مشہور ومتواتر صحاح کی حاجت ہے قطعیات کا اعتبار ہے نہ ظنّیات صحاح کا یعنی اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم وصریح حدیثوں میں ہو کہ روحیں آتی ہیں اور وہ حدیثیں بھی ان کے دھرم (مذہب ۱۲) میں مردود ہوں گی کہ ان روایات میں عمل نہیں بلکہ علم ہے اور تسلیم بھی کرلیے تو فقط عمل ہے نہ فضل عمل، براھین قاطعۃ لما امر اللہ بہ ان یو صل (اللہ تعالٰی نے جس چیز کے ملانے کا حکم دیا اسے قطع کرنے والی کتاب۔ ت) میں چار ورق سے زائد پر یہی اعجوبہ اضحوکہ، طرح طرح کے مزخرفات سے آلودہ اندودہ (مزین وملمع ۱۲) کیا ہے سخت جہالت فاحشہ ہے۔

اقول: اگرچہ ہر جملہ خبریہ جس میں کسی بات کا ایجاب یا سلب ہو اگرچہ اسے نفیاً واثباتاً کسی طرح عقاید میں دخل نہ ہو، نافی یا مثبت کسی پر اس نفی واثبات کے سبب حکم ضلالت وگمراہی محتمل نہ ہو سب باب عقاید میں داخل ٹھہرے، جس میں احادیث بخاری ومسلم بھی جب تک متواتر نہ ہوں نامقبول ٹھہریں، تو

اولاً سیر ومغازی ومناقب یہ علوم کے علوم سب گاؤخورد ودریابُرد ہوجائیں، حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ان علوم میں صحاح درکنار ضعاف بھی مقبول، سیرت انسان العیون میں ہے:

لا یخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم، والضعیف والبلاغ، والمرسل والمنقطع، والمعضل دون الموضوع، وقد قال الامام	مخفی نہیں کہ کتب سیر، میں موضوع چھوڑ کر صحیح، سقم، ضعیف، بلاغ، مرسل، منقطع، معضل ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں، امام احمد وغیرہ ائمہ نے

[16] مناہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء

احمد بن حنبل وغیرہ من الائمۃ ، اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذرویناً فی الفضائل ونحوھا تساھلنا[17]۔	فرمایا ہے: جب ہم حلال وحرام یعنی باب احکام میں روایت کرتے ہیں تو شدت برتتے ہیں اور جب باب فضائل وغیرہ میں روایت کرتے ہیں تو نرمی رکھتے ہیں۔(ت)

اس مبحث کی تفصیل فقیر کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں ملاحظہ ہو، یہیں دیکھیے رثائے مذکور امیر المؤمنین کیا فضائل اعمال سے تھا، وہ بھی باب علم سے ہے۔ جس میں امام خاتم الحفاظ نے بعض علماء کی بے سند حکایت بھی کافی بتائی۔

ثانیاً: علم رجال بھی مردود ہوجائے کہ وہ بھی علم ہے، نہ عمل وفضل، عمل تو غیر قطعیات سب باطل ومہمل۔

ثالثاً: دو تہائی سے زائد بخاری ومسلم کی حدیثیں محض باطل ومردود قرار پائیں۔

رابعاً: عقائد واعمال میں تفرقہ جس پر اجماع ائمہ ہے ضائع جائے، کہ احکام حلالِ وحرام میں کیا اعتقاد، حلت وحرمت نہیں لگا ہوا ہے، اور وہ عمل نہیں بلکہ علم ہے تو کسی شے کے حلال یا حرام سمجھنے کے لیے بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود، اور جب حلالِ وحرام کچھ نہ جانیں تو اسے کیوں کریں اس سے کیوں بچیں!

خامساً: بلکہ فضائل اعمال میں بھی احادیث صحیحین کا مردود ہونا لازم۔ حالانکہ ان میں ضعیف حدیثیں بھی یہ سفیہ خود مقبول مانتا ہے، ظاہر ہے کہ اس عمل میں یہ خوبی ہے اس پر یہ ثواب یہ جاننا خود عمل نہیں بلکہ علم ہے اور علم باب عقائد سے ہے اور عقائد میں صحاح ظنیات مردود۔

سادساً: اگلے صاحب نے تو اتنی مہربانی کی تھی کہ حدیث صحیح مرفوع متصل السند مقبول رکھی تھی، انھوں نے بخاری ومسلم بھی مردود کردیں، جب تک قطعیات نہ ہوں کچھ نہ سنیں گے۔

قدم عشق پیشتر بہتر

سابعاً: ختم الٰہی کا ثمرہ دیکھئے، اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں فضیلت علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے اعتقادیات میں داخل کرایا تاکہ صحیحین بخاری ومسلم کی حدیثیں بھی جو وسعت علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دال ہیں مردود ٹھہریں، اور وہیں وہیں اسی منہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم عظیم کی تنقیص کو محض بے اصل وبے سند حکایت سے سند لایا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، حالانکہ حضرت شیخ

[17] انسان العیون خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/۳ و ۴

قدس سرہ، نے اسے ہر گز روایت نہ کیا بلکہ اعتراضاً ذکر کرکے صاف فرمادیا تھا کہ ''ایں سخن اصلے نہ دارد و روایت بدان صحیح نشدہ است'' (اس کلام کی کوئی اصل نہیں، اور اس کے بارے میں روایت صحیح نہیں۔ت)

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ماننے کو توجب تک حدیث قطعی نہ ہو بخاری ومسلم بھی مردود اور معاذاللہ حضور کی تنقیص فضائل کے لیے بے اصل وبے سند وبے سروپا حکایت مقبول ومحمود، اور پھر دعوی ایمان وامانت ودین ودیانت بدستور موجود۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۝۳۵ (اسی طرح اللہ ہر متکبر سخت گیر کے دل پر مہر کردیتا ہے۔ت)

بالجملہ یہ مسئلہ نہ باب عقائد سے نہ باب احکامِ حلال وحرام سے۔ اسے جتنا ماننا چاہئے کہ اس کے لیے اتنی سندیں کافی ووافی، منکر اگر صرف انکار یقین کرے یعنی اس پر جزم ویقین نہیں تو ٹھیک ہے، اور عامہ مسائل سیر ومغازی واخبار وفضائل ایسے ہی ہوتے ہیں، اس کے باعث وہ مردود نہیں قرار پاسکتے، اور اگر دعوی نفی کرے یعنی کہے مجھے معلوم وثابت ہے کہ روحیں نہیں آتیں تو جھوٹا کذاب ہے، بالفرض اگر ان روایات سے قطع نظر بھی تو غایت یہ کہ عدم ثبوت ہے نہ ثبوت عدم، اور بے دلیل عدم ادعائے عدم محض تحکم وستم، آنے کے بارے تو اتنی کتب علماء کی عبارات اتنی روایات بھی ہیں نفی وانکار کے لیے کون سی روایت ہے؟ کس حدیث میں آیا کہ روحوں کا آنا باطل وغلط ہے؟ توادعائے بے دلیل محض باطل وذلیل۔

کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ طرف مقابل پر وایات موجودہ بربنائے ضعف مردود، اور اپنی طرف روایت کا نام ونشان اور ادعائے نفی کا بلند نشان، روحوں کا آنا اگر باب عقائد سے ہے تو نفیاً واثباتاً ہر طرح اسی باب سے ہوگا، اور دعوی نفی کے لیے بھی دلیل قطعی درکار ہوگی، یا مسئلہ ایک طرف سے باب عقائد میں ہے کہ صحاح بھی مردود، اور دوسری طرف سے ضروریات میں ہے کہ اصلاً حاجت دلیل مفقود،

ولکن الوھابیة لایعقلون ولاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقه محمد واٰله وصحبه اجمعین، اٰمین. واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم۔ فقط	لیکن وہابیہ بے عقل ہوتے ہیں__ اور برائی سے رکنے، نیکی کے کرنے کی طاقت نہیں مگر بلند عظیم خدا ہی کی طرف سے۔ اور خدائے برتر اپنی مخلوق میں سب سے بہتر محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر درود نازل فرمائے۔ الٰہی! قبول کر۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور اس ذات بزرگ کا علم کامل اور محکم ہے (ت)